سیدنا امام زین العابدین اور ادب عربی میں مقام

Sayed Imam Zain Ul Abdin and His Literary Status in Arabic Literature

پروفیسر ڈاکٹر عمار حیدر زیدی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی، بھاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
نظر حسین چانڈیو
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ عربی، بھاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Abstract

Sayed Imam Zain ul Abdin A S has great Importance in the field of Arabic Literature, His Speeches, His Prayers, His Poetry played a vital role in the History of Arabic Literature. In this Research Paper it is analysis that how effected the speeches of Imam on the peoples of Sham (Syria) when He Had addressed in the Jamia Masjid Damascus. In this Research it is studied with analytical methods about the speeches, Prayers, and Arabic poetry and it is presented here one speech of Jamia Masjid Demascuss, one prayer from Saheefah Sajjadia and one poem from Deewan as example. What are the Method of Speech, how he introduces himself, how he presented the Introduction of Prophet Hazrat Muhammad Mustafa S A W W, Hazrat Ali, and all which are related to Him discussed deeply, way of Prayer and Poetry how the usage of grammar (Sarf and Nahv) in

his poetry, the word which are affected on people's hearts he has chosen are discussed in this research paper with analytical study.

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القریشی الھاشمی کہ جس کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب سجاد اور زین العابدین، سید العابدین، اور ذوالثفنات مشہور ہیں۔ والدہ کا اسم مبارک شھربا. نو جو کہ ایران کے حاکم یزدگرد کی بیٹی ہے آپ مدینہ منورہ میں ۰۵ شعبان ۳۸ ھجری بمطابق ۴ جنوری ۶۵۶ع میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حسین بن علی ہین جو کہ سید اشباب اھل الجنۃ کے مصداق ہین یعنی جنتی جوانون کے سردار۔(۱)

علی بن حسین امام الساجدین، زین العابدین اور بیمار کربلا کے القابات سے خاص وعام کی زبانون پر موجود ہین۔

آپ کی شادی فاطمۃ بنت الحسن بن علی سے ہوئی۔ آپ کی اولاد میں سید محمد باقر، سید عبد اللہ، سید الحسن، سید الحسین، سید عمر، سید حسین الاصغر، سید عبد الرحمن، سید سلیمان، سید علی اور بیٹیون میں سیدہ زینب اور سیدہ عائشہ شامل ہیں۔(۲)

معرکہ کربلا جو کہ ایک عظیم داستان ہے جو کہ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم باب ہے جو کہ سن ۶۰ ھجری کا ایک ایسا معرکہ ہے کہ جس کو اھل بیت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خون سے مرقم کیا جس کے لیئے قلندر لاھوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے کھا تھا کہ

غریب وسادہ ورنگین ہے داستان حرم

نھایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسمٰعیل۔(۳)

علی بن حسین معرکہ کربلا میں موجود تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال یا ۲۵ سال تھی لیکن سخت علالت کی وجہ سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔(۴)

کربلا کی تاریخ کا اھم کردار علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام ہیں کہ جس نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرکہ مصائب وآلام کو برداشت کرکہ صبر کا ایک ایسا کردار پیش کیا کہ رھتی دنیا تک تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

خاندان حسین میں سے آپ وہ واحد تھے جو کہ اس معرکہ مین شہید نہیں ہوئے تھے۔ آپ کو قیدی بنا کے دمشق لے جایا گیا اور یزید کی دربار میں پیش کیا گیا اور کچھ دنون کے بعد خاندان نبوت کے بقیہ افراد کے ساتھ مدینے بھیج دیا گیا۔

آپ کا وہ خطبہ جو کہ جامعہ مسجد دمشق میں دیا وہ عربی ادب کا بہت بڑا خزانہ ہے اس کی جھلک یہان تمثیلا پیش کی جاتی ہے۔

خطبے کا اقتباس اس طرح ہے سہ امام زین العابدین نے سب سے پہلے اس خطبے میں اللہ پاک کی حمد وثناء بیان فرمائی اس کے آپ نے فرمایا اے لوگو! ہم اھل بیت کو چھ خصلتون سے نوازا گیا ہے اور وہ علم، حلم، فصاحت، شجاعت، بخشش اور سخاوت ہیں۔ اے لوگو! ھم اھل بیت کو سات خصوصیات اللہ تعالی کے برگزیدہ پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت امیر حمزہ، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت حسین اور دختر پیغمبر حضرت سیدہ عابدہ طاھرۃ فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیھا کی بناپر برتری عطا کی گئی ہے۔(۵)

اس کے بعد امام سجاد نے اس خطبے مین اپنا اور اہل بیت کا تعارف کروایا ہے اور وہ تعارف اس طرح کروایا کہ اے لوگو!

مین فرزند مکہ ومناہوں اور فرزند صفاومروہ ہوں:

اس سے مراد یہ ہے مسلمان جب دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ توحید کا اقرار باللسان و تصدیق بالقلب مصداق بنے۔ جب کہ مکہ و منا، صفا و مروہ مناسک حج ہیں اور حج ایک مناسک توحیدی ہے یعنی جو مسلمان مقام مزدلفہ و منا اور صفا و مروہ پر حاضر ہوتا ہے وہ اپنے توحیدی ھونے کا اقرار کرتا ہے جب سہ مناسک حج ایک توحیدی مناسک ہونے کے اعتبار سے عبادت مین شمار ہوتا ہے اور عبادت ہونے کی وجہ سے یہ مناسک میرے قلب اور خون میں رچے بسے ہیں۔ یعنی حج اور مناسک حج کے ساتھ جتنا مانوس ہونا چاہیئے آپ اتنے حج اور مناسک حج سے مانوس ہیں یہان تک سہ فرزدق شاعر نے کہہ دیا جبکہ اموی خلیفہ ھشام بن عبد الملک نے آپ کے متعلق یہ الفاظ کہے من ھذا؟

ھذا الذی تعرف البطحاء وطاتہ | والبیت یعرفہ والحل والحرم

ھذا ابن خیر عباد اللہ کلھم | ھذا التقی النقی الطاھر العلم (٦)

کبھی کبھی بندہ کسی چیز سے اتنامانوس ہوتا ہے کہ اس انسیت کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کا فرزند قرار دیتا ہے اسی انسیت کی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ مین فرزند مکہ و مناہوں اور فرزند صفاو مروہ ہوں بس اسی سبب کو دیکھا جائے تو جو بات شاعر نے بیان کی ہے کہ وادی بطحاء، بیت اللہ، حل اور حرم سب آپ کو پہچانتے ہیں بس نتیجہ آپ کی اس انسیت کو قرار دیا جائے گا ۔

اس سے مراد یہ ہے کہ حج کی جتنی بھی رسومات ہین وہ یادگار سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام ہیں۔ چاہے وہ منامیں قربانی ہو، یا صفاو مروہ کی سعی، یا طواف کعبہ ہو سب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منسوب ہیں تمام مسلمان اس بات کا بصدق و یقین اعتراف بھی کرتے ہیں اور ان اعمال کو بجالانا اپنے لیئے دارین کی سعادت سمجھتے ہیں۔ کہ جس مقام پر پھچنا مسلمان سعادت سمجھتے ہیں، اور جن کی سنتوں پر عمل کرنا اپنے لیئے دونوں جھانوں کی سعادت سمجھتے ہیں اس یادگار اعلی سے میری نسبت یہ ہے کہ میں اسی کی اولاد ہون۔ اپنے آپ کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف منسوب کر کہ اس بات کا اظھار کرنا تھا کہ میں اسی کی اولاد ہون کہ جس نے مناسک حج کو زندہ کیا یعنی میں فرزند ابراھیم ہوں اس کا حاصل کلام یہ ہے کہ میں فرزند حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اے لوگو! میں اس کا بیٹا ہون کہ جس نے حجر اسود کو اپنی عبا کے دامن سے اٹھا کر اپنے مقام پر نصب کیا۔ میں بھترین عالم کا بیٹا ہوں، میں بھترین طواف کرنے والوں اور بھترین لبیک کہنے والوں کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہون جو براق پر سوار ہوئے کہ جس نے ایک ہی شب میں مسجد حرام سے مسجد اقصی کی طرف سیر کی۔ میں اس حبیب خدا کا بیٹا ہون کہ جس پر اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی تھی۔(۷)

اصل میں ھر کلام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے یہاں پر اس جملے کا مقصد اسیر ان کربلا کا تعارف پیش کرنا اور اپنی قرابت کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاھر کرنا تھا کہ لوگون کو پتہ چل سکے کہ تم جسے باغی کہہ رہے ہو وہ کوئی عام نہین ہین بلکہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتدار اور ان کی اولاد ہیں ورنہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔(۸)

حضرت علی کا تعارف:

حضرت امام سجاد علیہ السلام اس موقعے کو غنیمت سمجھا کیونکہ شام کے لوگون پر حضرت علی کا تعارف پیش کرنا ایک نئی چیز تھی، حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب پیش کرنا اس خطبہ کا بھت ہی اھم حصہ ہے کہ جس سے مراد یہ تھی کہ شام کے لوگون نے اپنے حکمرانوں کی زبانی بھت کچھ سن رکھا تھا اس لیئے امام سجاد نے اس خطبے کے اندر اس پوری حقیقت سے پردہ اٹھا کر لوگون کے سامنے حضرت علی کے فضائل کو فصیح انداز میں پیش کیا۔ ان میں سے مختصر یہاں پر ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت علی کا دو تلواروں کے ساتھ جنگ کرنا:

حاصل کلام یہ ہے کہ احد کی لڑائی مین آپ نے دو تلواروں سے لڑائی کی، جنگ کی شدت میں ایک تلوار ٹوٹ گئی، تو سرکار دو جھاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوسری تلوار ذوالفقار نامی عطا کی۔ (۹)

اس کلام سے یہ بھی ممکن ہے آپ کی تلوار ذوالفقار جو دو دھاروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہو (۱۰)

دو بار ھجرت کرنا (ہاجر الھجر تین):

اس سے مراد دو مرتبہ ھجرتیں کرنا ہے پہلی ھجرت تو مکہ سے مدینہ کی طرف ہے جبکہ دوسری ھجرت مین کئی احتمالات ہین ۔ یا تو دوسری ھجرت مدینے سے کوفہ کی طرف ہے یا تو شعب ابی طالب کی طرف ھجرت ہے۔

دو بار بیعت کرنا:

دو بار بیعت کرنے سے مراد ایک بیعت بیعت اسلام ہے اور دوسری بیعت بیعت رضوان ہے جو صلح حدیبیہ کے مقام پر لی گئی تھی۔

ایک روایت مین ہے دو بار بیعت سے مراد ایک بیعت بدر کے میدان پہ لی گئی جبکہ دوسری بیعت حدیبیہ کے میدان پہ لی گئی جو کہ بیعت رضوان سے موسوم ہے (۱۱)

جبرائیل کی تائید اور میکائیل کی امداد:

حضرت امام حسن فرماتے ہین کہ جنگ بدر میں اسلام کا پرچم حضرت علی شیر خدا کے سپرد کیا تھا جبکہ جبرائیل آپ کے دائیں طرف اور میکائیل آپ کے بائیں طرف سے آپ کی ھمراہی کر رہے تھے۔ (۱۲)

بنت رسول خدا سے قرابتداری

اس خطبے میں امام سجاد نے اپنی قرابتداری کا تذکرہ فرمایا

تاجدار کربلا کی مظلومیت کا ذکر

حضرت امام سجاد نے حمد خدا کے بعد پیغمبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت علی اور سیدہ فاطمۃ الزھراء کے تعارف کے بعد حضرت امام حسین کی شہادت کی نوعیت کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت علی اور سیدہ زھراء کا تعارف اور مظلومیت حسین کا تذکرہ شام کے لوگون پر کافی اثر انداز ھوا یہان تک کہ لوگون مین سے رونے کی آوازین آنے لگین۔

فصاحت وبلاغت امام زین العابدین کا اثر

حضرت امام سجاد نے جامع مسجد دمشق میں ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ جو یزید، امام کو رسوا کرنا چاھتا تھا وہ خود رسوا ہو گیا یہاں تک کہ مئوذن کو آذان کا حکم دیا جب مئوذن نے آذان کہی تو امام خاموش ہو گئے یھان تک کہ اشھد ان محمد ارسول اللہ پر پھنچے پھر امام نے اپنی فصاحت وبلاغت سے یزید ملعون پر وار کیا کہ اے یزید! بتا جو آذان میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا تذکرہ ہوا ہے وہ تیرا نانا ہے یا میرا؟ اگر تو کہے کہ میرا نانا ہے تو تو جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میرا نانا ہے تو بتا تونے ناحق اس کی آل کو کیون قتل کیا ہے؟ ان فصاحت وبلاغت کے موتیوں نے اس یزید ملعون کو اتنا رسوا و ذلیل کیا کہ وہ مسجد چھوڑ کر باھر نکل جانے پر مجبور ہو گیا(۱۳)۔

التعارف صحیفہ سجادیہ

صحیفہ سجادیہ کاملہ جو کہ امام سجاد کی دعائوں کا مجموعہ ہے کہ جس میں تقریبا۱۵ دعائیں جو کہ عربی ادب کا ایک اھم وطیرہ ہے ایک ایسا حصہ جو کہ عربی ادب کی تاریخ میں ایک اھم باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ جس کو علامہ الشیخ الباقر مجلسی کہ جس کی ولادت اصفھان میں ہوئی نے بحار الانوار (الجامعۃ لدرر الاخبار ائمۃ الاطھار جو کہ مئوسسۃ الوفا بیروت سے شایع ہوا ہے نے

جمع کیا ہے۔ اور صحیفہ سجادیہ کاملہ جو کہ سید امام زین العابدین کی دعائون کا مجموعہ ہے جو کہ مئوسسۃ الاعلی بیروت سے شایع ہوا ہے۔

نموذج دعائے سجاد امام زین العابدین:

الھی لیس لی وسیلۃ الیک الا عواطف رافتک، ولالی ذریعۃ الیک الالی عواطف رحمتک، شفاعۃ نبیک نبی الرحمۃ منقذ الامۃ من الغمۃ، فاجعلھمالی سبباالا نیل غفرانک، وصیرھمالی وصلۃ الی الفوز برضوانک، وقد حل رجائی بحرم کرمک حط طمعی بفناء جودک، فحقق فیک املی، واختم بالخیر عملی، واجعلنی من صفوتک الذین احللتھم بحبوحۃ جنتک، وبوا تھم دار کرامتک، واقررت اعینھم بالنظر الیک یوم لقائک، واورثھم منازل الصدق فی جوارک۔

یا من لایفد الوافدون علی اکرم منہ، ولایجد القاصدون ارحم منہ، عاخیر من خلا بہ وحید، ویااعطف من اوی الیہ طرید الی سعۃ عفوک ومددت یدی، وبذیل کرمک اعلقت کفی، فلاتولنی الحرمان، ولاتبتلنی بالخیبۃ والخسران، یاسمیع الدعاء۔(۱۴)

کربلا کے بعد آپ کی باقی زندگی مدینے میں گذری۔ آپ کا مشغلہ عبادت وریاضت رہا۔ دعا اور استغفار کے ساتھ ساتھ دین متین کی تعلیمات میں صرف ہوئی۔ علی بن حسین نے کچھ اصحاب کے ساتھ مدینے منورہ میں خاموشی کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی بسر فرمائی۔ آپ کی زندگی اور بیانات مکمل طور پر طھارت اور مذھبی تعلیمات کے لیئے وقف تھی۔ آپ کی زندگی کا زیادہ تر وقت دعائون اور التجائوں میں صرف ہوتا۔ مناجات اور استغفار کا سلسلہ ایک عربی ادب کا وطیرہ رہاصحیفہ سجادیہ، مناجات امام زین العابدین اور ان کی بھت ساری شروح جو کہ نشر ہو چکی ہیں عربی ادب کا بھت بڑا خزانہ ہیں۔

آپ نے ایسے تلامذہ تیار کیئے کہ جس کی مثال تاریخ کے اندر نہیں ملتی تلامذہ میں محمد باقر بن علی بن حسین، عمر بن علی بن حسین، عبد اللہ بن علی، الزھری، عمرو بن دینار، حکم بن عتیبہ، ابان بن تغلب، محمد بن الفرات التمیمی، عبد اللہ بن مسلم بن ھرمز، ابو الحازم الاعرج، ابو الزبیر المکی، ھشام بن عروہ بن زبیر، ابو الاسود یتیم عروہ، عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان، علی بن جدعان، مسلم ابن البطین، زید بن اسلم وغیرھم کی جماعت شامل ہیں۔ یہ تلامذہ ایسی جماعت ہے جہ جن میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی شعبہ کے اندر مھارت حاصل کی ہے کہ ہر ایک کا ادب عربی کے اندر ایک اھم مقام ہے۔

اس جماعت نے جو علوم و فنون سید علی بن الحسین سے حاصل کیئے ہین وہ یہ ہیں کہ علوم الشریعۃ، علوم التفاسیر القرآن الکریم، علوم الحکمۃ، علوم المشابھۃ فی القرآن، علوم الناسخ والمنسوخ من الآیات القرآن، علوم الاحکام اور علوم الآداب والسنۃ النبویۃ، راوایۃ و تدوینا، علوم الاحکام الشریعۃ حلال و حرام اور علوم الامر بالمعروف و نھی عن المنکر و غیر ھم جیسے علوم و فنون شامل ہیں۔ ایسے ادب کے سر چشمے سے کہ جس کا کنارہ نہ ہو مستفیض ہونے والے یقینا اپنی ذات میں بھی ایک مکمل تاریخ رکھتے ہونگے کہ جس دریاء سے کبھی کوئی سائل واپس خالی نہیں لوٹا یقینا ایسے دریاء سے پینے والہ کبھی پیاسہ نہ رہے گا۔ پھر کیون نہ یہ لوگ کہ جنھون اس دریاء بے کنار سے اپنی پیاس بجھائی ہو تو اپنی ذات میں خود ایک تاریخ بنیں اور ادب عربی کا ایک وطیرہ کیون بنیں۔ گویہ یہ ایک ایسا ادب عربی کا خزانہ ہے کہ جس ھر طالب اپنی اپنی مراد پا سکتا ہے اور اپنے شعبے یا استطاعت کے مطابق اپنا حصہ لے کر اپنی پیاس بجھا سکتا ہے یعنی اپنی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے اور یہی اس تحقیق کا حاصل مقصد ہے۔

اسی طرح صحیفہ سجادیہ، رسالۃ الحقوق، مناجیات الخمس عشرۃ ادب عربی شاھکار ہیں اسی طرح دیوان سجادیہ بھی عربی ادب کا وطیرہ رہی ہیں۔ آپ عربی شاعری کے اندر بھی بھت احسن انداز سے کلام کرتے کہ آپ مشھور قصیدہ جو کہ آپ نے کربلا سے واپسی پر کہا تھا عربی ادب کی ایک دیوان کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ہے

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

من وجھہ شمس الضحی من خدہ بدر الدجی

من ذاتہ نور الھدی من کفہ بحر الھمم

قرآنہ برھاننا نسخا للادیان

مضت

اذ جآءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

اکبادنا مجروحۃ من سعف حجر المصطفی
طوبیٰ لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

یالیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما

یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم
یارحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم
یارحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

حوالہ جات

۱۔ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی، کتاب التحاف بحب الاشراف، ص:۱۴۰، دار الذخائر مطبوعات۔

۲۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج:۵۴، ص:۱۳۹

۳۔ ڈاکٹر محمد اقبال، بال جبریل

۴۔ صدر الدین واعظ قزوینی، ریاض القدس، ج:۲، ص:۳۲۷

۵۔ صدر الدین واعظ قزوینی، ریاض القدس، ج:۲، ص:۳۲۷

۶۔ ھمام بن غالب، دیوان فرزدق، قصیدۃ المیمیۃ، الشعر:۱

۷۔ محمد تقی بن محمد علی، ناسخ التواریخ، ج:۲، ص:۱۴۷۔

۸۔ بحار الانوار، ج:۵۴، ص:۱۳۹، ریاض القدس، ج:۲، ص:۳۲۷۔

۹۔ محمد باقر مجلسی بحار الانوار، ج:۳۹، ص:۳۴۱

۱۰۔ محمد باقر مجلسی بحار الانوار، ج:۳۹، ص:۳۴۱

۱۱۔ بن اشہر آشوب، مناقب آل ابی طالب علیہم الرضوان، ج:۲، ص:۵۔

۱۲۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۲۴۴۔

۱۳۔ صدر الدین واعظ قزوینی ریاض القدس، ج:۲، ص:۳۲۹۔

۱۴۔ الصحیفہ سجادیہ الکاملۃ:۳۱۸، طبعۃ مئوسسۃ الاعلی، بیروت۔